ISSN: 2519-6332 (Print) ❄ ISSN: 2708-1915 (Online)

محمد یوسف چوہان❁

ڈاکٹر نجم الاسلام کے نظری اُصولِ تحقیق

Dr. Najmul Islam's Theoretical Principles of Research

By *Muhammad Yousuf Chauhan, PhD Scholar, Department of Urdu Allama Iqbal Open University, Islamabad.*

Abstracts

Dr. Najmul Islam was a reknowned researcher of Urdu language and literature. His essays in the dimension of principles of research are self-written, translated and extracted. After Allama Shibli Nomani and Dr. Ghulam Mustafa Khan, the name of Dr. Najamul Islam can be unhesitatingly taken in originating the principles of research from Quran and Hadith. He was the founder of introducing rasmiyat-e-tehqeeq in Pakistan. His work on the principles and procedure of tehqeeq-e-mansoobat is precedental. First time, he emphasized the use of scientific tools in Urdu literary research, especially on manuscripts. He exercised the rasmiyat of research journals, as an editor of *Tehqeeq*, departmental research journal of Sindh University, Jamshoro, later on recommended by HEC. He published sections of principles of research in *Tehqeeq* continuously. In this article brief analysis of all the work of Dr. Najmul Islam in relation to the prescribed dimension and its impact on Urdu literature is tried to be presented first time.

Keywords: Dr. Najamul Islam, nazri usool-e-tehqeeq, principles of literary research, use of scientific tools in

---

❁ پی ایچ ڈی اسکالر، شعبۂ اردو، علامہ اقبال اوپن یونی ورسٹی، اسلام آباد

ISSN: 2519-6332 (Print) ❄ ISSN: 2708-1915 (Online)

literary research, rasmiyat-e-maqala-nigari, rasmiyat of research journals.

اصول ان اطوار و طرائق کو کہا جاتا ہے، جن پر کوئی علم یا فن استوار ہوتا ہے۔ تحقیق، حقائق کی چھان بین کا نام ہے، تاکہ حق بات سامنے آجائے۔ اس میں صحیح یا غلط کو بعض مسلمات کی روشنی میں پرکھا جاتا ہے۔ محقق کو تحقیقی عمل کی ابتدا سے آخر تک، جن مروّجہ و مسلمہ قواعد و ضوابط کی پاسداری کرنا پڑتی ہے، انھیں اصولِ تحقیق کا نام دیا جاتا ہے۔ تحقیق میں بھی معروضیت ہوتی ہے، یعنی اگر کوئی دوسرا شخص یہی تحقیق انجام دے تو اس کے نتائج بھی وہی نکلیں، جو پہلے شخص نے برآمد کیے۔ جب ایک ہی فرضیے کو مختلف جگہوں پر مختلف لوگ آزماتے ہیں اور نتائج میں یکسانیت پاتے ہیں تو ان کے مطابق نتائج میں وثوق یا اعتمادیت آجاتی ہے، جس کے بعد وہ نظریہ بن جاتا ہے۔ اگر یہ نظریہ زمان و مکان کے لحاظ سے درست ثابت ہو جائے تو قانون بن جاتا ہے۔ (۱)

ڈاکٹر نجم الاسلام (۱۹۳۳ء۔۲۰۰۱ء) بجنور، یوپی، انڈیا میں پیدا ہوئے۔ ان کا سلسلۂ نسب حضرت ابو بکر صدیقؓ (۵۷۳ء۔۶۳۴ء) تک جاتا ہے۔ میرٹھ میں ماہنامہ "معیار" کے مدیر اور اسلامی ادب کے نقاد کے طور پر معروف ہوئے۔ ۱۹۵۶ء میں پاکستان ہجرت کرنے کے بعد سکھر میں آباد ہوئے۔ ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خاں (۱۹۱۲ء۔۲۰۰۵ء) کے شاگردِ خاص ہونے کے بعد استاد کی محبت میں حیدر آباد کو اپنا مستقل مسکن بنا لیا۔ ۱۹۸۶ء میں انھیں تحقیق کے نقوش ایوارڈ سے نوازا گیا۔ انھوں نے ۱۹۸۷ء میں سندھ یونی ورسٹی کی طرف سے شعبہ جاتی مجلّہ "تحقیق" کا اجرا کیا، جس نے اردو دنیا میں ایک تحقیقی رسالے کے طور پر نمایاں نام پایا۔ ۱۹۹۳ء میں صدرِ شعبۂ اردو، سندھ یونی ورسٹی کے طور پر متقاعد ہوئے۔ ان کے آثار میں درجن بھر کتابیں اور پانچ سے چھے درجن تحقیقی مضامین شامل ہیں۔

نجم الاسلام کے نظری اصولِ تحقیق، ان کی عملی تحقیق میں جا بجا بکھرے پڑے ہیں۔ ان کے تحقیقی مضامین اصول اور عمل کا بہترین امتزاج ہیں۔ اصولِ تحقیق کے میدان میں ان کا تخصص یہ ہے کہ انھوں نے قدیم اور جدید اصولِ تحقیق کا حسین امتزاج پیش کیا۔ تحقیقی مضامین کے علاوہ نظری سطح پر بھی انھوں نے اصولِ تحقیق پر نہ صرف غور کیا، بلکہ علاحدہ سے ان پر مضامین بھی لکھے۔ ان کے چار مضامین کے بارے میں بلا مبالغہ کہا جا سکتا ہے کہ وہ ایسے موضوعات پر ہیں، جنھیں لکھ کر انھوں نے اصولِ تحقیق کے معیارات میں اضافہ کیا۔ یہ مضامین درج ذیل ہیں:

۱۔ "ہمارا ورثۂ تحقیق"، مطبوعہ ماہ نامہ "نئی قدریں" حیدر آباد سندھ، جلد ۲۸، مئی۔جون ۱۹۸۳ء۔

ISSN: 2519-6332 (Print) ❄ ISSN: 2708-1915 (Online)

۲۔ ”تحقیق کے روایتی اسلوب“، مطبوعہ ”تحقیق اور اصولِ وضعِ اصطلاحات“ از اعجاز راہی (مرتب)، اسلام آباد، مقتدرہ قومی زبان، جون ۱۹۸۶ء۔

۳۔ ”رسمیاتِ مقالہ نگاری“، مطبوعہ ”تحقیق“، شعبۂ اردو، سندھ یونی ورسٹی، جام شورو، شمارہ ۱، مئی ۱۹۸۷ء۔

۴۔ ”کچھ منسوبات اور کچھ تحقیقِ منسوبات کے بارے میں“، مطبوعہ ”تحقیق“، جام شورو، شمارہ ۱۰۔۱۱، مئی ۱۹۹۸ء۔

پہلے دونوں مقالات، اسلامی اصولِ تحقیق سے متعلق ہیں۔ نجم الاسلام سے قبل اردو کے دو قد آور فضلا اس موضوع پر قلم اٹھا چکے تھے، لیکن نجم الاسلام کا کام ان سے منفرد بلکہ ان پر اضافہ ہے۔ ان میں پہلے فاضل علامہ شبلی نعمانی (۱۸۵۷ء۔۱۹۱۴ء) ہیں، جنھوں نے ”الفاروق“ (دہلی، رنگین پریس، ۱۸۹۸ء) کے حصۂ اوّل میں واقعات کی صحت معلوم کرنے کے تحقیق کے اصولوں کا ذکر کیا۔ بعد ازاں انھوں نے ”سیرت النبی“، جلد اوّل (اعظم گڑھ، دار المصنّفین، ۱۹۱۸ء) کے مقدّمے میں اسلامی تحقیق کے اصولوں پر مزید تفصیل سے بحث کی۔ حکیم ابوالبرکات عبدالرؤف داناپوری نے ”اصح السیر“ (کراچی، نور محمد اصح المطبع، ۱۹۳۲ء) میں شبلی کے نظریات پر محاکمہ کیا۔ ان کے مطابق: شبلی کو تسامح ہوا۔ وہ درایت اور عقل کو ایک سمجھتے ہیں اور درایت کو اسناد پر ترجیح دیتے ہیں۔ درایت کا معنی عقل نہیں، علم اور تجربہ کے بعد جو ملکہ حاصل ہوتا ہے، اس کو درایت کہتے ہیں۔[۲] جنوری ۱۹۶۶ء میں دوسرے فاضل ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خاں نے ”نقوش“ لاہور، شمارہ ۱۰۴ میں مضمون ”فنِ تحقیق“ لکھا۔ یہ مضمون سب سے پہلے کل پاکستان اردو تدریس کانفرنس منعقدہ لاہور، دسمبر ۱۹۶۱ء میں اجمالاً پیش کیا گیا۔ اس کے بعد ”طلبہ میں تحقیقی و تنقیدی شعور کی تخلیق“ کے زیرِ عنوان شعبۂ اردو، جامعہ سندھ کے مجلے ”صریر خامہ“، ۱۹۶۲ء میں پہلی بار شائع ہوا۔ پھر ترمیم و اضافے کے ساتھ ”توسیعی لیکچر“ کے طور پر ۷/ اکتوبر ۱۹۶۵ء کو سندھ یونی ورسٹی میں پیش کیا گیا۔ اس مضمون میں پہلے تو انھوں نے ذیلی سرخی ”اسلامی طرزِ تحقیق“ کے تحت علامہ شبلی نعمانی کے فنِ حدیث کے اصول کچھ اضافوں کے ساتھ بیان کیے، بعد ازاں ذیلی سرخی ”مغربی فکرِ تحقیق“ کے تحت خارجی اور داخلی شہادت کا تفصیلاً جائزہ لیا۔ نجم الاسلام کا کام اس سلسلے میں ان دونوں فضلا کے کاموں پر اضافہ ہے۔ ”ہمارا ورثۂ تحقیق“ میں انھوں نے مسلمانوں کے اصولِ تحقیق کے بارے میں اجمالاً لکھا۔ روایت و درایت، علت و معلول، تصحیح، جرح و تعدیل، تدلیس، تنسیخ، مشاہدۂ فطرت حتیٰ کہ استقرائی طرزِ استدلال اور تجربی طریقِ تحقیق کو مسلمانوں کا عظیم ورثۂ تحقیق قرار دیا۔ مسلمانوں کے انھیں سائنسی خطوط پر چل کر بعد میں یورپ نے ترقی کی۔ نجم الاسلام نے لفظ ”تحقیق“ کے بارے میں لکھا:

> خود لفظِ تحقیق پر غور کیجیے تو معلوم ہوگا کہ [کذا] مسلمانوں کے تصوّرِ تحقیق کا عکاس ہے

ISSN: 2519-6332 (Print) ❄ ISSN: 2708-1915 (Online)

> اور ریسرچ یا سرچ کے مقابلے میں یقیناً وسعت اور بلندی رکھتا ہے۔ تحقیق جس مادے سے بنا ہے، اس میں حق و صداقت اور یقین و واقفیت کا تصوّر بنیادی حیثیت رکھتا ہے۔ انگریزی لفظ ریسرچ یا سرچ سے یہ مفہوم واضح نہیں۔ اس میں جستجو اور بازجوئی کا مفہوم تو ہے، لیکن تلاش کی جانے والی چیز کی کوئی [غرض] معلوم نہیں ہوتی جو یقیناً حق و صداقت ہونی چاہیے۔ (۳)

بعد ازاں ڈاکٹر گیان چند جین (۱۹۲۳ء۔۲۰۰۷ء) نے بھی اس سلسلے میں اپنی کتاب "تحقیق کا فن" (لکھنؤ، اتر پردیش اردو اکادمی، ۱۹۹۰ء) میں نجم الاسلام سے اتفاق کیا۔ وہ تحقیق کی اصطلاح کو ریسرچ سے، بلکہ ہندی اصطلاح انوسندھان سے بھی بہتر خیال کرتے ہیں۔

نجم الاسلام کا دوسرا مضمون "تحقیق کے روایتی اسلوب" ہے، جو بعد ازاں "تحقیق" کے پہلے شمارے میں "اصولِ تحقیق" کے زمرے میں "ہمارا قدیم طرزِ تحقیق" کے عنوان سے چھپا۔ یہ مضمون موضوع کی مناسبت سے عربی و فارسی کے قدیم طرزِ تحقیق کے مختصر جائزے پر مشتمل ہے۔ نجم الاسلام نے اس مضمون میں تحقیق کی جامع تعریف پیش کی۔ اس میں قرونِ اولیٰ میں تدوینِ حدیث اور اسماء الرّجال سے ماخوذ اصولوں کے تاریخی جائزے سے لے کر گیارھویں صدی ہجری تک تحقیق میں اختیار کیے جانے والے اصولوں کو ترتیب سے بیان کیا۔ اس سلسلے میں ملّا علی قاری (م ۱۰۱۴ھ) کی "موضوعات"، چوتھی صدی ہجری کے حاکم نیشاپوری (۳۲۱ھ۔۴۰۵ھ) کی "معرفتِ علوم الحدیث"، ابنِ ندیم (م ۳۸۵ھ) کی "الفہرست"، آٹھویں صدی ہجری کے ابنِ خلدون (۷۳۲ھ۔۸۰۸ھ) کا "مقدمہ" اور ملّا عبداللطیف بن عبداللہ عباسی (م ۱۰۴۸ھ) کے دیباچے موسومہ "مرآۃ المثنوی" کا خاص طور پر تفصیلی تجزیہ پیش کیا گیا۔ خان آرزو (م ۱۱۶۹ھ) اور آزاد بلگرامی (۱۱۱۶ھ۔۱۲۰۰ھ) کو سخن باقیست کے زمرے میں رکھ کر مضمون ختم کر دیا گیا۔ انھوں نے ابنِ ندیم کی "الفہرست" کو چوتھی صدی ہجری کی قابلِ ذکر تحقیقی روایت کہا، جو تحقیقی کتابیات کا عظیم کارنامہ ہے۔ تحقیقی کتابیات کو آج بھی دستاویزی تحقیق کے شعبوں میں ایک اہم شعبہ تسلیم کیا جاتا ہے۔ (۴) ڈاکٹر عطش درّانی (۱۹۵۲ء۔۲۰۱۸ء) نے "جدید رسمیاتِ تحقیق" کے باب ۱، "تحقیق: فن، سائنس یا تکنیک" کی ذیلی سرخی "ابنِ ندیم کا طریق کار" میں نجم الاسلام کے مذکورہ بالا مضمون سے استفادہ کیا۔

"رسمیاتِ مقالہ نگاری"، مختصر، لیکن مکمل کتابچے کی صورت میں لکھا گیا، جس میں باقاعدہ پیش لفظ، فہرست اور ابواب، مثلاً: اجزائے مقالہ، اقتباسات، پاورقی حوالے، کتابیات اور متفرقات ہیں۔ ڈاکٹر معین الدین عقیل

ISSN: 2519-6332 (Print) ❄ ISSN: 2708-1915 (Online)

(پ ۱۹۴۶ء) سہ ماہی ''اردو'' کراچی، جلد ۶۴، شمارہ ۲، بابت اپریل۔ جون ۱۹۸۸ء میں اس پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں: اس قسم کے مقالے کی اس لیے بھی ضرورت تھی کہ اکثر مصنّفین لوازماتِ تحقیق کے اختیار کرنے میں بالعموم بے نیازی، ناواقفیت اور غلط فہمی کی بنا پر مقالہ نگاری کے مناسب، معیاری اور سائنٹفک رسوم کا، جنھیں ترقی یافتہ دنیا میں ایک عرصے سے اختیار کیا جا رہا ہے، لحاظ نہیں رکھتے۔ ''رسمیاتِ مقالہ نگاری'' کو نجم الاسلام نے ''تحقیق'' جام شورو کی فہرست میں ''رسمیاتِ تحقیق'' کے زمرے میں رکھا۔ ڈاکٹر عطش درّانی نے ''جدید رسمیاتِ تحقیق'' میں تسلیم کیا کہ نجم الاسلام نے مقالہ نگاری کی رسمی ہیئت کو رسمیاتِ تحقیق کا نام دیا۔ وہ ''اظہارِ تشکر'' میں یہ کہہ کر نجم الاسلام کے احسان مند ہوئے کہ جہاں تک اس کتاب کے نام کا تعلق ہے، اس کے لیے مجھے ڈاکٹر نجم الاسلام کا ممنون ہونا پڑے گا، جنھوں نے مقالہ نگاری کی رسمی ہیئت کو یہ نام دیا۔ عطش درّانی نے اس کتاب کے مقدمے ''ادبیاتِ اصولِ تحقیق'' میں تسلیم کیا: جہاں تک ''رسمیاتِ تحقیق'' کی اصطلاح کا تعلق ہے، اس پر ڈاکٹر نجم الاسلام کے مضامین کی جریدہ ''تحقیق'' جام شورو میں اشاعت بنیادی حیثیت رکھتی ہے۔ مقتدرہ کے سیمینار ''اردو میں فنی تدوین''، منعقدہ ۱۹۸۶ء اور پشاور یونی ورسٹی کے سیمینار، منعقدہ ۱۰۔ ۱۲ اگست ۲۰۰۲ء کے مقالات میں خاص طور پر ڈاکٹر معین الدین عقیل کے مقالے میں جدید رسمیاتِ تحقیق کو محض مقالہ کی دستاویز نگاری تک محدود کیا گیا، جبکہ اس لفظ یا اصطلاح کے مفہوم کا اطلاق ''طریق و تکنیکِ تحقیق'' تک وسیع تر ہوتا ہے۔ تاہم اس ضمن میں محققین کی تحریریں قابلِ توجہ ہیں۔ ان سے اخذ و استفادے سے اہلِ تحقیق اپنے لیے آسان اور واضح راہیں تلاش کر سکتے ہیں۔ [۵]

ڈاکٹر معین الدین عقیل ''رسمیاتِ مقالہ نگاری''، مطبوعہ ماہنامہ ''اخبارِ اردو'' اسلام آباد، جولائی ۲۰۰۷ء کے بالکل آغاز میں لکھتے ہیں کہ اردو زبان کی بدقسمتی رہی کہ اس میں تحقیق کو مرتّبہ یا تحریری صورت میں پیش کرنے کے اصول و ضوابط، جو اگرچہ ''طریقۂ تحقیق''، ''اصولِ تحقیق'' اور ''اسالیبِ تحقیق'' کہلاتے ہیں، لیکن جنھیں ''رسمیاتِ تحقیق'' کہنا زیادہ بامعنی اور موزوں ہے، اب تک طے نہیں ہیں اور نہ انھیں طے کرنے کے لیے کوئی منظم اور باقاعدہ کوشش ہوئی کہ جس پر سب کا اتفاق ہو__ آگے چل کر انھوں نے اپنے اس مضمون میں مزید لکھا کہ میری معلومات کی حد تک محض پروفیسر ڈاکٹر نجم الاسلام مرحوم واحد استثنا ہے، جنھوں نے رسمیاتِ تحقیق کی جانب، اس کی اہمیت کو اجاگر کرتے ہوئے، اس جانب سوچا، منصوبے بنائے، قدرے پیش رفت بھی کی، لیکن اپنی عمر میں وہ یہ کام نہ کر سکے۔ [۶]

راقم کے ناچیز خیال میں یہاں قابلِ صد احترام ڈاکٹر معین الدین عقیل کو تسامح ہوا۔ نجم الاسلام اس سلسلے میں واحد استثنا نہیں، جنھوں نے رسمیاتِ تحقیق کی جانب سوچا، منصوبے بنائے اور قدرے پیش رفت کی، بلکہ ایک ذہنِ رسا محقق اور بھی ہے، جس کا کام نجم الاسلام سے پہلے کا ہے۔ اس کا نام ڈاکٹر عبدالستار دلوی (پ ۱۹۳۷ء) ہے، جس نے

ISSN: 2519-6332 (Print) ❄ ISSN: 2708-1915 (Online)

"ادبی اور لسانی تحقیق: اصول اور طریقِ کار" (بمبئی، شعبۂ اردو، بمبئی یونی ورسٹی، دسمبر ۱۹۸۴ء) مرتب کی۔ اس کتاب میں اس کا اپنا مقالہ اسی نام یعنی "ادبی اور لسانی تحقیق: اصول اور طریقِ کار" کے عنوان سے شامل ہے۔ اس مضمون کا ایک حصہ "پیش کش تحقیقی عمل کا آغاز" کے نام سے مطلوبہ مواد پر مشتمل ہے۔ عبدالستار دلوی اور نجم الاسلام کے مضامین کی مماثلت سامنے کی چیز ہے، لیکن نجم الاسلام نے عبدالستار دلوی کے مضمون سے استفادے کا ذکر نہیں کیا۔ یہ ایک استثنا ہے، جو ان کے تحقیقی مزاج کے خلاف ہے۔ وہ کسی شخص یا کسی تحریر سے استفادہ کریں اور اس کا تذکرہ کر کے استفادے کو تسلیم نہ کریں، راقم کی بساط بھر تحقیق کے مطابق ایسا کبھی نہیں ہوا۔ رسمیاتِ مقالہ نگاری کے حوالے سے انھوں نے اوّلیت کا دعوا بھی نہیں کیا۔ ان کا مضمون عبدالستار دلوی کے مضمون کی نسبت زیادہ جامع اور زیادہ واضح ہے، جیسا کہ نقشِ ثانی کو ہونا چاہیے۔ اس امکان کو رد نہیں کیا جا سکتا کہ انھوں نے اس سلسلے میں عبدالستار دلوی سے استفادہ کیا ہو۔ مثالیں درج ذیل ہیں:

۱۔ "پاورقی حوالے" (Foot-note references) کے تحت نجم الاسلام نے ذیلی عنوانات کے زمرے میں واضح اور تفصیل سے اظہارِ خیال کیا: "پاورقی حوالوں کا اندراج: اس قسم کی معلومات کو متن میں شامل کر کے پیش نہ کیا جائے، بلکہ متن کی عبارت کے نیچے خط کھینچ کر درج کیا جائے۔ ہر نئے صفحے کے ساتھ از سرِ نو حوالہ نمبر ایک سے شروع کریں۔ اس میں ممتحن کے لیے آسانی ہے..."(۷)

عبدالستار دلوی "ذیلی اشارات" (Foot-note) کے تحت لکھتے ہیں: "ذرائع کے متعلق یہ تذکرہ ذیلی اشارات کی شکل میں کیا جاتا ہے۔ متن میں ایسے مقالات پر نمبر لکھ دیے جاتے ہیں اور ان کے اعتبار سے صفحے کے نچلے حصے میں اس حوالے کو تحریر کر دیا جاتا ہے۔ کبھی کبھی ہر ایک صفحے کے اشاروں کا نمبر الگ رہتا ہے اور پھر اس کے بعد دوسرے صفحے پر نمبر بدل جاتا ہے..."(۸)

۲۔ نجم الاسلام کے مطابق: جب مقالے میں پہلی بار کسی کتاب کا حوالہ آئے تو پورے طور پر اندراج کرنا چاہیے، مراد یہ کہ اس میں حسبِ ذیل معلومات کتاب کے بارے میں ضرور شامل ہونی چاہییں، تاکہ اس تک رسائی بآسانی ہو جائے: (الف) مصنف کا نام (ب) کتاب کا نام (ج) کوائفِ اشاعت (د) جلد نمبر اور صفحات کے نمبر، مثلاً: حامد حسن قادری: داستانِ تاریخ اردو، طبع دوم، آگرہ، شاہ اینڈ کمپنی، ۱۹۵۷ء، ص ۱۰۵۔ نجم الغنی خاں رام پوری: تاریخِ اودھ، طبع دوم، لکھنؤ، مطبع نول کشور، ۱۹۱۹ء، جلد ۱، ص ۱۴۱۔ اس کے بعد جہاں اس کتاب کا حوالہ پھر آئے گا، مختصر اندراج سے کام چل جائے گا۔(۹)

ISSN: 2519-6332 (Print) ❄ ISSN: 2708-1915 (Online)

عبدالستار دلوی لکھتے ہیں: "ذیلی اشاروں کی وضاحت میں صرف مصنف کا نام، کتاب کا نام اور صفحہ نمبر دیا جاتا ہے۔ مقامِ اشاعت اور سالِ اشاعت دینے کی ضرورت نہیں کہ معاونِ کتب کی فہرست میں یہ معلومات دی ہوئی ہوتی ہیں۔"(۱۰)

۳۔ نجم الاسلام کے مطابق: مخطوطات کے حوالے کے لیے کوائف: ۱۔ ٹائٹل۔ ۲۔ محلِ وقوع، ذخیرۂ مخطوطات۔ ۳۔ مخطوطہ نمبر۔ ۴۔ ورق نمبر۔ دوسرے غیر مطبوعہ مواد کا حوالہ: دیگر متعلق کوائف تو وہی رہیں گے، جو کتاب وغیرہ کے حوالے میں آتے ہیں، البتہ اشاعت کے کوائف کی جگہ مناسب تبدیلی کے ساتھ کوائف پیش کیے جائیں گے، مثلاً: غیر مطبوعہ مقالہ برائے پی ایچ ڈی: ۱۔ مقالہ نگار کا نام، اس کے بعد کولن۔ ۲۔ مقالے کا عنوان واوین میں، اس کے بعد کاما۔ ۳۔ صراحتیں: غیر مطبوعہ مقالہ برائے پی ایچ ڈی، شعبۂ اردو، سندھ یونی ورسٹی، ۱۹۶۹ء۔ ۴۔ آخر میں صفحے کا نمبر۔(۱۱)

عبدالستار دلوی کے مطابق: " کبھی کبھی اپنے مقالے میں کسی غیر مطبوعہ مقالے یا قلمی کتاب کا حوالہ بھی دینا پڑتا ہے تو ایسی صورت میں مقالے کے مصنف، مقالے کے نام (غیر مطبوعہ)، یونی ورسٹی کے نام اور اس کو پیش کیے جانے کے سال کا تذکرہ کر دینا کافی ہے۔ قلمی کتاب کے بارے میں اس لائبریری کے نام، جہاں وہ مل سکتی ہے اور لائبریری میں اس کتاب کے نمبر کا تذکرہ کرنا ضروری ہوتا ہے۔"(۱۲)

اصولِ تحقیق کے سلسلے میں منسوبات اور تحقیقِ منسوبات ایسا میدان ہے، جس میں نجم الاسلام کا کوئی مدِّمقابل نہیں۔ "کچھ منسوبات اور کچھ تحقیقِ منسوبات کے بارے میں" میں انھوں نے پہلی بار منسوبات کی تعریف کی۔ انھوں نے منسوبات کی اصطلاح میں ان غلط انتسابات کی بھی گنجائش رکھی، جو تصنیفات اور کلام ہی نہیں اشخاص و اماکن سے متعلق ہوتے ہیں۔ "دیوانِ انوری" کے ذیل میں حافظ محمود شیرانی (۱۸۸۰ء۔ ۱۹۴۶ء) کے کام کو مثالی تسلیم کیا گیا، جس کے تحت شاعروں کا کلام مخلوط ہو جانے کی صورت میں کوئی منہاج اور اصول متعین کر کے جدا جدا شناخت کیا گیا۔ اس مضمون میں نجم الاسلام نے تحقیقِ منسوبات میں محققین کے مراتب پر بھی اظہارِ خیال کیا۔ ان کے خیال میں اردو میں تحقیقِ منسوبات کی پہلی کوشش شبلی کی تحریر ہے، جو ان کی تصنیف "الغزالی" (کان پور، نامی پریس، ۱۹۰۲ء) میں "امام غزالی کی مبحوث فیہ تصنیفات" کے عنوان سے آتی ہے۔ اس سلسلے میں راقم نجم الاسلام سے متفق ہے۔ شبلی سے پہلے سید ظہیر الدین احمد ولی اللہی (م: قبل ۱۹۱۹ء)، جو رشتے میں شاہ رفیع الدین کے نواسے کے پوتے تھے، کا تحریر کردہ "التماسِ ضروری"، مشمولہ "انفاس العارفین" (دہلی، مطبع احمدی، ۱۸۹۷ء) ملتا ہے، جس میں خاندانِ شاہ ولی اللہ سے

ISSN: 2519-6332 (Print) ❄ ISSN: 2708-1915 (Online)

منسوب چار تصانیف کو جعلی قرار دیا گیا۔ یہ محض ایک اطلاع ہے۔ اسے تحقیقِ منسوبات میں شامل نہیں کیا جاسکتا۔ نجم الاسلام نے حافظ محمود شیرانی کو جدید تحقیقِ منسوبات کا بانی قرار دیا۔ ان کے خیال میں شیرانی کے بعد دو فضلا اس میدان میں زیادہ نمایاں ہیں، یعنی ڈاکٹر غلام مصطفےٰ خاں اور ڈاکٹر نذیر احمد (۱۹۱۵ء-۲۰۰۸ء)۔

اصولِ تحقیق پر انگریزی ادبیات میں خاصا کام ہو چکا ہے۔ نجم الاسلام نے انگریزی کے تین ایسے معرکہ آرا مقالات کے تراجم کیے، جو دراصل انگریزی زبان کی تحقیقی پیش رفت کے نمائندہ ہیں۔ یہ انگریزی مقالات کے مکمل تراجم نہیں، بلکہ ان کے اہم حصوں کے تراجم ہیں۔ یہ مضامین درج ذیل ہیں:

۱۔ ''مشکوک ادبی دستاویزات کی چھان بین کا سائنسی طریقہ''، مطبوعہ ''تحقیق'' جام شورو، شمارہ ۱، مئی ۱۹۸۷ء۔

۲۔ ''تحقیق کی چند تعریفات''، مطبوعہ تحقیق، شعبۂ اردو، سندھ یونی ورسٹی، جام شورو، شمارہ ۲، اکتوبر ۱۹۸۸ء۔

۳۔ ''مسئلۂ ملکیّتِ تصنیف کے بارے میں رچرڈ ایلٹیک کی تصریحات''، مطبوعہ ''تحقیق'' جام شورو، شمارہ ۱۰-۱۱، مئی ۱۹۹۸ء۔

''مشکوک ادبی دستاویزات کی چھان بین کا سائنسی طریقہ''، نارمن ایچ میکنزی (۱۹۱۵ء-۲۰۰۴ء) کا مضمون ہے، جو ''بوڈلین لائبریری ریکارڈ'' آکسفورڈ (Bodleian Library Record, Oxford) میں جون ۱۹۷۵ء میں Forensic Document Techniques Applied to Literary Manuscripts کے عنوان سے صفحات ۲۳۴ تا ۲۴۰ پر شائع ہوا۔ نارمن ایچ میکنزی کو اس مضمون کی تحریک ولسن آر ہیری سن (۱۹۰۳ء-۱۹۹۱ء) کی کتاب Suspect Documents سے ہوئی، جو لندن سے ۱۹۵۸ء میں شائع ہوئی تھی۔ نجم الاسلام نے اسے مندرجہ بالا عنوان سے ترجمہ کر کے ''تحقیق'' جام شورو میں شائع کیا۔ انھوں نے اس شمارے کو مختلف گوشوں میں تقسیم کیا، جیسے: اصولِ تحقیق، رسمیاتِ تحقیق، مقالات، اخذ و ترجمہ۔ کچھ ذیلی عنوانات بھی تھے۔ مذکورہ بالا مضمون کو انھوں نے ''اخذ و ترجمہ'' کے تحت شائع کیا۔ ڈاکٹر معین الدّین عقیل نے اس مضمون کے گوشے کے بارے میں رائے دی کہ اپنے موضوع کی مناسبت سے اسے اصول یا رسمیاتِ تحقیق کے گوشوں ہی کے ذیل میں شمار کیا جانا چاہیے۔[۱۳] نارمن ایچ میکنزی اس وقت کوئینس یونی ورسٹی، کنگسٹن، کینیڈا میں شعبۂ انگریزی کے پروفیسر ایمریطس تھے۔ نجم الاسلام کی درخواست پر انھوں نے مضمون میں تازہ تر معلومات پر مبنی اضافہ تحریر کیا، جس کا ''پس نوشت: جنوری ۱۹۸۷ء'' کے عنوان سے الگ ترجمہ شامل ہے۔ نجم الاسلام، میکنزی کے اس مضمون سے متأثر ہو کر ڈاکٹر خورشید مصطفیٰ خاں کی نشان دہی اور تعارفی توسط سے ان کے شاگرد جی اے جعفری سے ملے۔ موصوف فورینسک طریقوں میں آسٹریلیا کے تربیت یافتہ تھے۔ پتا چلا کہ اس نوعیت کی مشین ان کی معمل گاہ میں نہیں تھی۔ شیخ محمد اسماعیل نے بھی نجم الاسلام کے اس

ISSN: 2519-6332 (Print) ❄ ISSN: 2708-1915 (Online)

مضمون پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھا کہ پاکستان میں ابھی تک ایسی کوئی مشین موجود نہیں، جس کے ذریعے دستاویزات اور مخطوطات میں جعل سازی کا پتا لگایا جا سکے۔(۱۴) اکتوبر ۱۹۸۹ء میں "تحقیق" کا تیسرا شمارہ شائع ہوا تو اس میں "اخذ و استفادہ" کے عنوان سے نجم الاسلام نے "دستاویزات جانچنے والا ایک اور آلہ" کی سرخی لگا کر لکھا کہ ماہ نامہ "معلوماتِ جرمنی" اسلام آباد، بابت جولائی ۱۹۸۹ء میں ایک اطلاع ہے: والڈ من نامی ایک جرمن فرم نے دستاویزات کی باریک بینی سے جانچ پڑتال کے لیے ایک انتہائی مفید آلہ ایجاد کیا ہے، جسے "ڈوکو ٹیسٹ" کا نام دیا گیا ہے۔ یہ آلہ ذاتی اور دوسری دستاویزات میں جعل سازی کا بہت کامیابی سے سراغ لگاتا ہے۔ اگر اس آلے میں ایک "ان ورٹڈ ریکٹی فائر" لگا دیا جائے تو یہ آلہ بارہ وولٹ کی کار بیٹری کے ذریعے بھی کام کر سکتا ہے۔(۱۵)

"تحقیق کی چند تعریفات" معروف انگریزی محققین کی منتخب تحقیق کی تعریفات کا اردو ترجمہ ہے، جن میں رابرٹ آر رسک (Robert R. Rusk) ، اسمتھ (Henry Lester Smith)، وھٹنے(Frederick Lamson Whitney)، گڈ اور اسکیٹس (Carter V. Good & Douglas E. Scates)، چارٹرس(W.W. Charters) ، سیفرائڈ(Seyfried)، کرافورڈ C. C.) (Crawford، پال(D. Leedy Paul)، کڈر(Louise H. Kidder)اور فشر(Ronald J. Fisher) شامل ہیں۔ مغربی ثقہ محقّقین کی تحقیق کی یہ تعریفات اردو میں پہلی بار اس مضمون میں متعارف کروائی گئیں۔

رچرڈ ایلٹیک(۱۹۱۵ء-۲۰۰۸ء) کی کتاب "دی آرٹ آف لٹریری ریسرچ" (The Art of Literary Research)کا باب سوم "چند علمی مشاغل" (Some Scholarly Occupations) ہے، جس کا ایک ذیلی عنوان "مسئلۂ ملکیّتِ تصنیف" (Problems of Authorship)ہے۔ مضمون "مسئلۂ ملکیّتِ تصنیف کے بارے میں رچرڈ ایلٹیک کی تصریحات ذیلی عنوان سے ماخوذ ہے۔ آخر میں باب دوم سے بھی کچھ نکات اٹھائے گئے ہیں۔ اس مضمون میں ملکیّتِ تصنیف کی تحقیق کے مقاصد بیان کیے گئے ہیں۔ مشورہ دیا گیا کہ اگر کسی مصنف کے بارے میں علم ہو کہ اس نے کسی خاص رسالے میں کسی معلوم مدت کے اندر مضامین لکھے ہیں تو اخراج(Elimination) کے طریقے سے معلوم کیا جا سکتا ہے کہ اس مصنف کا مضمون کون سا ہے۔ اس طریقے میں ہر کیس کی شہادتوں کا جائزہ لے کر تحقیق کے دائرے کو تنگ کیا جاتا ہے، یہاں تک کہ ایک امیدوار رہ جاتا ہے۔ تحقیق کے دوران معاصر اخبارات و رسائل سے مشہور مصنّفین کی غیر معروف تحریروں کو جمع کرنے میں بڑی مدد ملی۔ مثال میں Dickens کو پیش کیا گیا ہے۔(۱۶)

نجم الاسلام کے اصولِ تحقیق کے سلسلے میں کام کا تیسرا رخ ان کے وہ مقالات ہیں، جو انھوں نے دیگر اردو محققین کی تازہ تحقیقات سے استفادہ کر کے ملخصاً بحوالہ لکھے۔ نجم الاسلام نے غلط منسوبات کی وجوہات کے لیے پانچ محققین یعنی

ISSN: 2519-6332 (Print) ❄ ISSN: 2708-1915 (Online)

ڈاکٹر نذیر احمد، ڈاکٹر خلیق انجم، ڈاکٹر گیان چند جین، پروفیسر ریاض الاسلام اور ڈاکٹر آصفہ زمانی کی تحقیقات سے استفادہ کیا۔ یہاں بھی انھوں نے صرف اہم نکات کو لیا۔ ان مضامین کے مطالعے سے پتا چلتا ہے کہ طویل مضامین کے اہم نکات سے مستفاد ہونے بلکہ کرنے کا ان کا کیا طریقہ تھا۔ یہ مضامین درج ذیل ہیں:

۱۔ ”ملفوظاتی ادب کے لیے ایک منہاجِ تحقیق کی ضرورت“، مطبوعہ ”تحقیق“ جام شورو، شمارہ ۴، دسمبر ۱۹۹۰ء۔
۲۔ ”برِّصغیر میں فارسی تحقیق کے عناصرِ اربعہ“، مطبوعہ ”تحقیق“ جام شورو، شمارہ ۵، دسمبر ۱۹۹۱ء۔
۳۔ ”قدیم متنوں میں تصرُّفات و تحریفات کے وجوہ“، مطبوعہ ”تحقیق“ جام شورو، شمارہ ۱۰۔۱۱، مئی ۱۹۹۸ء۔
۴۔ ”متن مستند ہے یا غیر مستند“، ایضاً۔
۵۔ ”غلط انتسابات سے متعلق محمود شیرانی کی تحقیقات“، ایضاً۔
۶۔ ”اِلحاق اور غلط انتساب“، ایضاً۔

”ملفوظاتی ادب کے لیے ایک منہاجِ تحقیق کی ضرورت“، ”تحقیق“ میں ”اخذ واستفادہ“ کے عنوان کے تحت شائع ہوا، جو پروفیسر ریاض الاسلام (۱۹۱۹ء۔۲۰۰۷ء) کے مضمون سے ماخوذ ہے اور جو سہ ماہی ”فکر و نظر“ اسلام آباد، جلد ۲۷، شمارہ ۱، جولائی۔ستمبر ۱۹۸۹ء، ص ۸۱۔۱۱۱ میں شائع ہوا۔ اس میں پہلی بار ملفوظاتی ادب کے لیے ایک منہاجِ تحقیق کی ضرورت پر زور دیا گیا۔ ملفوظ کے لفظی معنی الفاظ یا ارشادات یا منہ سے نکلی ہوئی باتیں ہیں۔ اصطلاح میں ملفوظات سے مراد بزرگانِ دین یا روحانی رہنماؤں کی مجلس میں کی جانے والی وہ باتیں یا ارشادات ہیں، جن کو کوئی مرید قلمبند کر کے ملفوظات کی شکل میں عوام الناس کے استفادہ کے لیے پیش کرتا ہے۔[۱۷] ”برصغیر میں فارسی تحقیق کے عناصرِ اربعہ“ بھی ”اخذ و استفادہ“ کے تحت ”تحقیق“ میں شائع ہوا، جو اصل میں مجلّہ ”دانش“ اسلام آباد، شمارہ ۲۵، ۲۴، ۹۱۔۱۹۹۰ء میں ڈاکٹر آصفہ زمانی (پ ۱۹۴۵ء) کا لکھا ہوا مقالہ ہے۔ نجم الاسلام نے اس کے وہ اجزا اقتباس کیے، جو حافظ محمود شیرانی اور پروفیسر نذیر احمد کے منہاجِ تحقیق سے متعلق تصریحات پر مبنی ہیں۔ مارچ ۱۹۶۳ء میں ڈاکٹر نذیر احمد کا مضمون ”تحقیق و تصحیحِ متن کے مسائل“، ”نقوش“ لاہور، شمارہ ۹۷ میں مضامین کے حصے میں سب سے پہلے صفحہ ۵ پر شائع ہوا، جس میں ”قدیم متنوں میں تصرّفات و تحریفات کے وجوہ“ کے ذیلی عنوان سے صفحہ ۱۰ پر کچھ اہم نکات پر اظہارِ خیال کیا گیا۔ نجم الاسلام نے اس میں سے کچھ حصے منتخب کر کے تحقیقِ منسوبات کی تصریحات کے طور پر گوشۂ تحقیقِ منسوبات میں شامل کیے۔ اس مضمون میں انھوں نے الحاق کے اسباب سے متعلق نو نکات کو اخذ کر کے پیش کیا۔ ڈاکٹر خلیق انجم (۱۹۳۵ء۔۲۰۱۶ء) نے ”متنی تنقید“ (دہلی نمبر ۶، ادارہ خرام پبلی کیشنز، مارچ ۱۹۶۷ء) میں متن کو تحقیق کے اصولوں کی روشنی میں پرکھا۔ اس کتاب میں ایک باب ”اعلیٰ تنقید“ کے نام سے ہے، جس میں ایک ذیلی

ISSN: 2519-6332 (Print) ❄ ISSN: 2708-1915 (Online)

سرخی ''متن مستند ہے یا غیر مستند'' ہے۔ نجم الاسلام نے اس میں سے کچھ اہم اقتباسات ''غلط انتسابات کے اسباب و وجوہ'' کے عنوان کے تحت منتخب کرکے گوشۂ تحقیقِ منسوبات میں شامل کیے۔ اکتوبر تا دسمبر ۱۹۸۰ء میں ڈاکٹر نذیر احمد نے اپنے مقالے ''فارسی زبان و ادب سے متعلق پروفیسر محمود شیرانی کی تحقیقات'' مطبوعہ رسالہ اردو کراچی میں غلط انتسابات کی تحقیق سے متعلق شیرانی کے کام پر تصریحات پیش کیں۔ نجم الاسلام نے ''غلط انتسابات سے متعلق محمود شیرانی کی تحقیقات'' کے عنوان سے ڈاکٹر نذیر احمد کے مضمون کو اقتباس کرکے گوشۂ تحقیقِ منسوبات میں شامل کیا۔ اس مضمون میں حافظ شیرانی کے غلط منسوبات سے متعلق تحقیقی طریقِ کار کو پیش کیا گیا۔ اسی طرح ڈاکٹر گیان چند کی ''تحقیق کا فن'' (لکھنؤ، اتر پردیش اردو اکادمی، ۱۹۹۰ء) میں پندرھواں باب، ''تدوینِ متن'' ہے۔ اس باب کے ذیلی عنوانات ''مشمولاتِ متن کی تحقیق'' اور دیگر کو منتخب کرکے ''الحاق اور غلط انتساب'' کے عنوان سے نجم الاسلام نے گوشۂ تحقیقِ منسوبات میں شامل کیا۔ مذکورہ بالا مستفاد مقالات نجم الاسلام کی اصولِ تحقیق کے ساتھ نہ صرف والہانہ دلچسپی کی نشاندہی کرتے ہیں، بلکہ اس سے پتا چلتا ہے کہ طویل مقالات سے اہم اصولِ تحقیق انتہائی مہارت سے اخذ کرکے انھیں قابلِ مطالعہ بنانے کے ان کے اپنے اصولِ تحقیق کیا تھے۔

اردو زبان وادب میں اصولِ تحقیق کو فروغ دینے میں نجم الاسلام کی ادارت میں شائع ہونے والے رسالے ''تحقیق'' کا کردار ناقابل فراموش ہے۔ تحقیق نے اصولِ تحقیق پر باقاعدہ گوشے شائع کیے۔ پہلے شمارے میں ہی ''اصولِ تحقیق'' پر دو اور ''رسمیاتِ تحقیق'' پر دو مضامین شائع کیے۔ ان کے علاوہ ایک مضمون اسی ضمن میں انگریزی سے اردو ترجمے پر بھی شامل کیا گیا، جسے ڈاکٹر معین الدین عقیل کے مطابق ''اصولِ تحقیق'' کے زمرے میں ہی شمار کرنا چاہیے۔ شمارہ ۲ میں ''مسائلِ تحقیق'' کے گوشے کے تحت چار مضامین شامل کیے۔ ان کے علاوہ انگریزی سے اردو ترجمے پر بھی ایک مضمون شامل ہے، جو ''اصولِ تحقیق'' کے زمرے میں آتا ہے۔ شمارہ ۳ میں ''مسائلِ تحقیق'' کے گوشے میں دو مضامین شامل کیے۔ ایک مضمون ''اخذ و استفادہ'' کے تحت ہے، جو ''اصولِ تحقیق'' کے زمرے میں آتا ہے۔ شمارہ ۴ میں ''اخذ و استفادہ'' کے تحت ایک مضمون ہے، جو ''اصولِ تحقیق'' کے تحت آتا ہے۔ شمارہ ۵ میں ایک مضمون ''منہاجِ تحقیق'' کے گوشے کے تحت شامل ہے اور ایک ''اخذ و استفادہ'' کے تحت ہے، جو ''اصولِ تحقیق'' کے زمرے میں آتا ہے۔ شمارہ ۱۰۔۱۱ میں ''منہاجِ تحقیق'' کے گوشے میں دو مضامین اور ''اصولِ تحقیقِ منسوبات'' پر چھے مضامین شامل ہیں۔ اس تمام تفصیل سے ثابت ہو جاتا ہے کہ نجم الاسلام کو اصولِ تحقیق سے کس قدر شغف تھا اور انھوں نے اردو تحقیق کو اس اہم گوشے سے کتنا ثمر آور کیا۔ نیز نجم الاسلام پہلے شخص ہیں، جنھوں نے اصولِ تحقیق اور رسمیاتِ تحقیق میں فرق قائم کیا، جسے بعد کے محققین نے قبول کیا۔

ISSN: 2519-6332 (Print) ❄ ISSN: 2708-1915 (Online)

تحقیقی رسائل میں کوالٹی کنٹرول سسٹم کے اصول کو ابتدائی طور پر رواج دینے میں نجم الاسلام کا بنیادی کردار تسلیم شدہ ہے۔ ''تحقیق'' جام شورو، شمارہ ۱، مطبوعہ مئی ۱۹۸۷ء کو انھوں نے مقالات کی منظوری کے ضروری نظامِ احتساب کے ساتھ پیش کیا۔ شمارہ ۲ کے آخر میں انھوں نے انگریزی میں *A GLIMPSE OF THE ARTICLES* پیش کیا، جس میں ہر تحقیقی مقالے کا خلاصہ دیا اور یہ سلسلہ بعد کے شماروں میں برقرار رکھا۔ شمارہ ۶ میں انھوں نے ماہرین کی آرا کے نظام کو مزید موئثر بنانے کے لیے ماہرین کے ناموں کے پینل کا اعلان کیا۔ مقالہ نگاروں کے ناموں کے بعد انھوں نے ''ماہرینِ خصوصی برائے مقالات'' کی ذیلی سرخی کے تحت ان ماہرینِ خصوصی کے ناموں کو درج کیا: ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خاں، ڈاکٹر اسلم فرخی، مشفق خواجہ، ڈاکٹر فرمان فتح پوری، پروفیسر علی احمد، ڈاکٹر ظفر آفاق، ڈاکٹر معین الدین عقیل، ڈاکٹر نجم الاسلام۔ اس کے بعد کے شماروں میں ''ماہرینِ خصوصی برائے مقالات (حسبِ سابق)'' کا اندراج ہوتا رہا۔ چودھویں شمارے، مطبوعہ نومبر ۲۰۰۶ء کے ''پیش گفتار'' میں ڈاکٹر مظہر الحق صدیقی (۱۹۴۴ء۔۲۰۲۰ء)، وائس چانسلر، سندھ یونی ورسٹی نے تسلیم کیا کہ ''تحقیق'' نے ادبی تحقیق اور مجلات پر گہرے اثرات مرتب کیے۔ یہ کریڈٹ بلاشبہ تحقیق کے بے مثال مدیر اور باکمال محقق پروفیسر ڈاکٹر نجم الاسلام کو جاتا ہے۔ ستمبر ۲۰۰۹ء میں جب شمارۂ اول کی طبعِ ثانی عمل میں آئی تو اداریہ میں اس وقت کے مدیرِ تحقیق نے لکھا کہ اردو میں یہ پہلا تحقیقی مجلّہ تھا، جس نے ریسرچ جرنل کی رسمیات متعارف کرائی۔ تحقیق اور تحقیقی طریق کار کے موضوعات کا تعین کیا اور پھر ان موضوعات پر مقالات لکھوائے۔ ڈاکٹر رؤف پاریکھ (پ ۱۹۵۸ء) نے بھی اپنے مضمون *Urdu literary research and two Universities of Sindh* میں نجم الاسلام کے دور کے ''تحقیق'' کے بارے میں ڈاکٹر جاوید اقبال کی رائے کی تائید ان الفاظ میں کی:

> *Tehqeeq* showed the way to many of its successors in the Urdu department of Pakistani universities and in fact was the first to address the burning issues of Urdu research, such as the 'style sheet' and the research methodology to be followed by Urdu research journals.(18)

مقالات کی منظوری کا ضروری نظامِ احتساب، انگریزی میں ہر تحقیقی مقالے کا خلاصہ، ماہرینِ خصوصی برائے مقالات کے ناموں کا اعلان، حقائق کے ساتھ نتائج اخذ کرنے کو اہمیت دینا، یہ اور اسی طرح کی دیگر تحقیقی مجلات کی رسمیات کو متعارف کروانا نجم الاسلام کا اہم کارنامہ ہے۔

مختصر یہ کہ ڈاکٹر نجم الاسلام اردو تحقیق کی روایت میں ان اکل افراد میں شامل ہیں، جنھوں نے اصولِ تحقیق پر باقاعدہ طور پر غور و فکر کیا اور اس پر منظم طریقے سے عمل کیا۔ قرآن و حدیث سے ادبی سطح پر اخذِ اصول کے میدان

ISSN: 2519-6332 (Print) ❄ ISSN: 2708-1915 (Online)

میں علّامہ شبلی نعمانی اور ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خاں کے بعد ڈاکٹر نجم الاسلام کا نام بے دھڑک لیا جا سکتا ہے۔ رسمیاتِ تحقیق کو پاکستان کی سطح پر متعارف کروانے کا سہرا انھی کے سر بندھتا ہے۔ اصولِ تحقیق اور رسمیاتِ تحقیق میں انھوں نے سب سے پہلے فرق متعارف کروایا۔ تحقیقِ منسوبات کی اصول سازی کے سلسلے میں اردو تحقیق میں ان کا کوئی مدِّمقابل نہیں۔ اردو ادبی تحقیق، خصوصاً مخطوطات میں سائنسی آلات سے اصولی طور پر مدد لینے کے لیے سب سے پہلے انھوں نے سائنسی طریقہ متعارف کروایا، جس کے لیے انھوں نے اہم انگریزی مضامین کو اردو میں ترجمہ کیا۔ تحقیقی مجلوں کی رسمیات کا بھی سب سے پہلے انھوں نے ہی اپنے رسالے ''تحقیق'' میں تجربہ کیا، جسے بعد ازاں ہائر ایجوکیشن نے تمام تحقیقی مجلوں کے لیے لازم قرار دیا۔ انھوں نے ''تحقیق'' میں پہلے اصولِ تحقیق پر لگاتار گوشے شائع کیے۔ یہی وجہ ہے کہ اصولِ تحقیق کے میدان میں نجم الاسلام کا کردار اردو تحقیق کی تاریخ میں سنہری حروف سے لکھا جائے گا۔

حواشی

۱۔ ڈاکٹر عطش درانی، ''تحقیقی خواص میں اعتباریت یا ساکھ؟''، مشمولہ ''تحقیق'' جام شورو، شمارہ ۱۴ (نومبر ۲۰۰۶ء)، ص ۵۵

۲۔ حکیم ابو البرکات عبد الرؤف داناپوری، ''اصح السیر''، (کراچی: نور محمد اصح المطبع، ۱۹۳۲ء)، ص ۲۰

۳۔ ڈاکٹر نجم الاسلام، ''ہمارا ورثۂ تحقیق''، مطبوعہ ماہ نامہ ''نئی قدریں'' حیدر آباد سندھ، جلد ۲۸ (مئی۔ جون ۱۹۸۳ء)، ص ۱۳۔۱۴

۴۔ ایضاً، ''تحقیق کے روایتی اسلوب''، مشمولہ ''تحقیق اور اصولِ وضعِ اصطلاحات''، مرتبہ اعجاز راہی (اسلام آباد: مقتدرہ قومی زبان، جون ۱۹۸۶ء)، ص ۱۵۳

۵۔ ڈاکٹر عطش درّانی، ''جدید رسمیاتِ تحقیق'' (لاہور: اردو سائنس بورڈ، ۲۰۰۵ء)، ص ۲۲

۶۔ ڈاکٹر معین الدین عقیل، ''رسمیاتِ مقالہ نگاری''، مشمولہ ماہنامہ ''اخبار اردو'' اسلام آباد، جلد ۲۴، شمارہ ۷ (جولائی ۲۰۰۷ء)، ص ۲

۷۔ ڈاکٹر نجم الاسلام، ''رسمیاتِ مقالہ نگاری''، مطبوعہ ''تحقیق''، شعبۂ اردو، سندھ یونی ورسٹی، شمارہ ۱ (مئی ۱۹۸۷ء)، ص ۴۳

۸۔ ڈاکٹر عبد الستار دلوی، ''ادبی اور لسانی تحقیق اصول اور طریقِ کار'' (بمبئی، شعبۂ اردو، بمبئی یونی ورسٹی دسمبر ۱۹۸۴ء)، ص ۷۰۔۷۱

۹۔ ڈاکٹر نجم الاسلام، ''رسمیاتِ مقالہ نگاری''، مطبوعہ ''تحقیق''، شعبۂ اردو، سندھ یونی ورسٹی، شمارہ ۱ (مئی ۱۹۸۷ء)، ص ۴۳۔۴۴

۱۰۔ ڈاکٹر عبد الستار دلوی (مرتب)، ''ادبی اور لسانی تحقیق اصول اور طریقِ کار'' (بمبئی، شعبۂ اردو، بمبئی یونی ورسٹی، دسمبر ۱۹۸۴ء)، ص ۷۱

۱۱۔ ڈاکٹر نجم الاسلام، ''رسمیاتِ مقالہ نگاری''، مطبوعہ ''تحقیق''، شعبۂ اردو، سندھ یونی ورسٹی، شمارہ ۱ (مئی ۱۹۸۷ء)، ص ۴۹

۱۲۔ ڈاکٹر عبد الستار دلوی (مرتب)، ''ادبی اور لسانی تحقیق اصول اور طریقِ کار'' (بمبئی، شعبۂ اردو، بمبئی یونی ورسٹی، دسمبر ۱۹۸۴ء)، ص ۷۱

۱۳۔ ڈاکٹر معین الدین عقیل، ''تحقیق'' (۱)، مشمولہ سہ ماہی انشاء حیدر آباد، ڈاکٹر نجم الاسلام نمبر (جنوری۔ مارچ ۲۰۰۲ء)، ص ۲۷۷

۱۴۔ شیخ محمد اسماعیل، ''تحقیق (۱)''، مشمولہ سہ ماہی انشاء حیدر آباد، ڈاکٹر نجم الاسلام نمبر (جنوری تا مارچ ۲۰۰۲ء)، ص ۲۸۴

۱۵۔ ڈاکٹر نجم الاسلام، ''اخذ و استفادہ''، مطبوعہ ''تحقیق'' جام شورو، شمارہ ۳ (اکتوبر ۱۹۸۹ء) ص ۴۸۴

ISSN: 2519-6332 (Print) ❄ ISSN: 2708-1915 (Online)

۱۶۔ ڈاکٹر نجم الاسلام، "مسئلۂ ملکیتِ تصنیف کے بارے میں رچرڈ ایلٹیک کی تصریحات"، مطبوعہ "تحقیق" جام شورو، شمارہ ۱۰۔۱۱ (مئی ۱۹۹۸ء)، ص ۳۵۰

۱۷۔ فہمیدہ نسرین، "صوفیانہ ملفوظاتی ادب اور طبقۂ نسواں"، مشمولہ ماہنامہ "دخترانِ اسلام" لاہور، جلد ۲۳، شمارہ ۸ (اگست ۲۰۱۶ء)، ص ۳۲

۱۸۔ ڈاکٹر رؤف پاریکھ، *Urdu literary research and two Universities of Sindh*، مشمولہ روزنامہ "ڈان" کراچی (۱۱ دسمبر ۲۰۱۱ء)

ماخذ

۱۔ درانی، عطش، ڈاکٹر، "جدید رسمیاتِ تحقیق"، لاہور: اردو سائنس بورڈ، ۲۰۰۵ء

۲۔ داناپوری، حکیم ابوالبرکات عبدالرؤف، "اصح السیر"، کراچی: نور محمد اصح المطبع، ۱۹۳۲ء

۳۔ دلوی، عبدالستار، ڈاکٹر، "ادبی اور لسانی تحقیق اصول اور طریقِ کار"، بمبئی: شعبۂ اردو، بمبئی یونی ورسٹی دسمبر ۱۹۸۴ء

۴۔ ____، "تحقیق کے روایتی اسلوب"، مشمولہ "تحقیق اور اصولِ وضعِ اصطلاحات"، مرتبہ اعجاز راہی، اسلام آباد: مقتدرہ قومی زبان، جون ۱۹۸۶ء

رسائل، جرائد، اخبارات

۱۔ ماہنامہ "اخبارِ اردو" اسلام آباد، جلد ۲۴، شمارہ ۷، جولائی ۲۰۰۷ء

۲۔ "انشاء"، حیدرآباد، ڈاکٹر نجم الاسلام نمبر، جنوری۔مارچ ۲۰۰۲ء

۳۔ "تحقیق"، جام شورو، شمارہ ۱، مئی ۱۹۸۷ء

۴۔ ____، شمارہ ۳، اکتوبر ۱۹۸۹ء

۵۔ ____، شمارہ ۱۰۔۱۱، مئی ۱۹۹۸ء

۶۔ ____، شمارہ ۱۴، نومبر ۲۰۰۶ء

۷۔ ماہنامہ "دخترانِ اسلام"، لاہور، جلد ۲۳، شمارہ ۸، اگست ۲۰۱۶ء

۸۔ روزنامہ "ڈان" کراچی، ۱۱ر دسمبر ۲۰۱۱ء

۹۔ ماہ نامہ "نئی قدریں" حیدرآباد سندھ، جلد ۲۸، مئی۔جون ۱۹۸۳ء